© rasailojaraid.com

نے مطول کے حاشیے میں ولعمری "مجھے اپنی عمر کی قسم" کے الفاظ پر اور علامہ شامی نے درمختار کے خطبہ پر گفتگو کرتے ہوئے دیا ہے کہ "یہ لغوی قسم ہے، شرعی نہیں"۔ پہلی (یعنی لغوی قسم) سے مقصود صرف کلام کی زینت ہوتی ہے، اس کے علاوہ کچھ اور مقصود نہیں ہوتا جبکہ دوسری (یعنی شرعی قسم) سے تاکید اور جس ذات کی قسم اٹھائی جاتی ہے، اس کی تعظیم مقصود ہوتی ہے۔ ممنوع دوسری قسم ہے، پہلی نہیں۔ اور نبی کریمؐ نے جو قسم اٹھائی ہے وہ پہلی ہے، نہ کہ دوسری۔ پھر بھی میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ سد ذریعہ کے طور پر مطلقاً منع کیا جائے تاکہ لوگ اس میں تساہل سے کام نہ لیں" (فیض الباری، ج ۱، ص ۱۳۹-۱۴۰)۔

اشتہار میں جو قسم اٹھائی گئی ہے اس سے میرے نزدیک کلام کی تزئین مقصود ہے۔ اسی لیے شرک نہیں ہوا، لیکن آیندہ کے لیے ہدایات دی جاتی رہیں کہ اس طرح کی قسموں سے بھی پرہیز کیا جائے۔ تقریر و تحریر اور پوسٹرز وغیرہ میں اس قسم کی عبارات استعمال نہ کی جائیں۔ واللہ اعلم! (مولانا عبدالمالک)

اسلام اور تصور جشن

میرے ذہن میں کچھ سوالات ہیں، ان کے جواب درکار ہیں:

۱- گولڈن جوبلی، سلور جوبلی، ڈائمنڈ جوبلی، پلاٹینم جوبلی--- کا اسلام میں کیا تصور ہے؟ ان رسومات اور جشن منانے کا پس منظر کیا ہے؟ کیا اسلام میں بھی فتح مکہ یا کسی اور آزادی کی جوبلی منائی گئی؟ لفظ جوبلی کا اصطلاحی اور لغوی مفہوم کیا ہے؟

۲- نبی کریمؐ یا خلفاے راشدین کے دور میں، کیا ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لیے ویزا اور اس قسم کی کوئی چیز تھی؟ اگر تھی تو اس کی شرائط کیا تھیں؟ اگر ویزا سسٹم رائج نہ تھا تو آج وہ ممالک جن کا دعویٰ ہے کہ ان کے ہاں اسلامی قانون نافذ ہے، ان میں داخلے کے لیے ویزا کی پابندی کیوں ہے؟ غالباً قرآن حکیم میں ایسی کسی پابندی کی نشان دہی بھی نہیں کی گئی ہے۔ نیز ویزا کے حصول کے لیے اسلامی نقطہ نگاہ سے کیا شرائط ہو سکتی ہیں؟

پاکستان میں اس وقت جس اہتمام سے پچاس سالہ جشن منایا جا رہا ہے اور جسے گولڈن جوبلی کا نام دیا گیا ہے، اس حوالے سے آپ کا سوال دلچسپ بھی ہے اور آج کے مسائل سے تعلق بھی رکھتا ہے۔ انگریزی زبان میں لفظ jubilate کا مفہوم انبساط و خوشی کا اظہار ہے۔ jubilant وہ صفت انبساط ہے جو ایک فرد یا ماحول میں پائی جاتی ہے۔ البتہ لفظ Jubilee تاریخی طور پر یہودیوں کے سال نجات، بعض انبساطی تہواروں اور خصوصاً ہر پچاس سال پر ایک ایسے تہوار سے تعلق رکھتا ہے جس میں غلاموں کو آزاد کرنے اور زمینوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی ملکیت میں تبدیلی پیدا کرنے کی قدیم عبرانی روایت پر عمل کیا جاتا تھا۔ گو عمومی طور پر کسی بھی پچاس سالہ تقریب کو گولڈن جوبلی اور ساٹھ سالہ تقریب کو ڈائمنڈ جوبلی سے تعبیر کیا جاتا رہا ہے۔ بظاہر اس رسم کا ماخذ قدیم یہودی روایات ہیں۔ عبرانی میں Yobel ایسے ساز کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جسے گائے کے بچھڑے کے سینگ سے بنایا جائے اور جسے ایسی خوشی یعنی Jubilee کے موقع پر استعمال کیا جاتا تھا۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: Encyclopedia of Religion and Ethics; James Hastings، ج ۵، ص ۸۲۶، مطبوعہ نیویارک)۔

جوبلی کی مختلف شکلوں کو ایک لمحے کے لیے نظرانداز کرتے ہوئے یہاں جو بات اہمیت رکھتی ہے وہ دراصل وقت کا تصور ہے جو بہت سے پرانے مذاہب میں غیر معمولی اہمیت رکھتا تھا۔ بعض کی نگاہ میں وقت کے بعض لمحات تقدس کے حامل ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک افسانوی ذہن (mythological mind) وقت کے تقدس کو غیر معمولی اہمیت دیتا ہے۔ وہ وقت کی گردش اور بعض لمحات کو عبادت، خوشی یا خوف سے وابستہ کر لیتا ہے جو اس کی نگاہ میں ایک مرکزی اہمیت رکھتے ہوں، مثلاً عیسائی یہودی، یا ہندو تہوار جن میں سے اکثر کا تعلق وقت کے اس تقدس کے پہلو کے ساتھ ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: 'The sacred and profane; Mercea Eliade نیویارک Harcourt Brace)۔

اسلام دراصل ایسی تمام رسومات سے نجات کا نام ہے جو تاریخی عمل کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور ہستی سے وابستہ کرتی ہوں۔ اسلام ایک رسومات شکن دین ہے۔ ہمارے علم میں قرآن و حدیث اور آثار میں کوئی ایسا حکم یا اشارہ نہیں ملتا جس میں صحابہ کرامؓ نے کسی خاص وقت یا لمحے کو مقدس سمجھتے ہوئے اس کو بطور تہوار منایا ہو۔ ہجرت مدینہ کا موقع ہو یا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ آمد، فتح بدر، حضورؐ کا اسراء و معراج پر تشریف لے جانا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت، یوم فتح مکہ غرض خلفاے راشدین اور صحابہ کرام کی کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں ہے جس میں کسی خاص واقعہ، وقت یا لمحے کو مقدس قرار دے کر ہر سال یا ہر ماہ ایک مقررہ نظام الوقت کے ساتھ اسے بطور تہوار منایا ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ہماری عیدین صرف دو ہیں: عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ اور ان کا تعلق کسی خاص مقدس وقت کے چکر (time cycle) کے ساتھ قائم نہیں فرمایا بلکہ یہ دونوں تہوار سال کے دوران مختلف موسم اور مہینوں میں گردش کرتے ہیں۔ ایسا کوئی واقعہ بھی نہیں ہے جس میں صحابہ کرامؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت یا یوم وصال پر کسی تقریب کا اہتمام کیا ہو یا تبع تابعین نے ایسا کیا ہو۔ نہ ہی اس بات کا کوئی ثبوت ملتا ہے کہ خلفاے راشدین نے ہجرت مدینہ کی اہمیت کے پیش نظر ہر سال یا ہر دس سال یا پچاس سال گزرنے پر کسی تقریب کا اہتمام کیا ہو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اگر تنقیدی نگاہ سے غور کیا جائے تو اس قسم کی تقریبات، تاریخی یا دینی مرتبہ و مقام عموماً تاریخ کے ایسے ادوار میں اختیار کر جاتی ہیں جب بعض روبہ زوال اقوام اپنے آبا و اجداد کے کارناموں پر فخر کو خود اپنی ترقی سمجھنا شروع کر دیتی ہیں اور اس طرح کے نشانات منزل کو آگے بڑھنے کے بجائے ماضی کی طرف تحسین و تعریف سے دیکھنے کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ یہ اقوام ماضی کے حسین لمحات کو بنیاد بناتے ہوئے اپنی کم عملی اور پستی کو تفریحی سرگرمیوں کے زیر عنوان گم کرنا چاہتی ہیں۔ چنانچہ ایسے مواقع پر انبساط کے اظہار کے لیے نغمے، رقص، لذیذ کھانے، مشروبات وغیرہ کا اہتمام کیا جاتا ہے اور ایک متعین "مقدس وقت" (sacred time) کو ایک تہوار کی شکل دے دی جاتی ہے۔

دوسری جانب نظر ڈالیے تو قرآن کریم اور نبی کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جو تصور وقت دیا، اسے سورۃ العصر میں ایجاز [اختصار] کے ساتھ بیان فرما دیا گیا کہ جو لوگ وقت اور زمانے کی اہمیت کے قائل ہیں، جنھوں نے دہر کو بھی اپنا خدا بنا لیا تھا، وہ جان لیں کہ ہر انسان خسارے میں ہے سوائے اس کے جو اللہ پر ایمان لایا، عمل صالح کیا، اور تواصی بالحق اور تواصی بالصبر پر قائم ہو گیا۔ یہاں وقت کا ایک انقلابی تصور دے کر اسلام نے جاہلیت کے تمام تصورات کو مکمل طور پر رد کر دیا۔ پھر یہ بات قابل غور ہے کہ ہم جس ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، کیا ان کے اسوہ میں کوئی مثال اس اسراف کی ملتی ہے جو ہم پچاس سالہ تقریبات کے عنوان سے کر رہے ہیں؟ ایسے پچاس سال کی تکمیل پر جن میں کامیابیوں کے مقابلے میں ناکامیاں زیادہ ہوں، یہ بات کہاں تک جائز ہے کہ احتساب نفس، تنقیدی جائزے اور مستقبل کے لیے حکمت عملی وضع کرنے کے بجائے اپنی ناکامیوں پر جشن منایا جائے؟

اگر فی الواقع ہماری تاریخ میں کوئی موقع جشن کا مطالبہ کرتا تھا تو وہ فتح بدر یا فتح مکہ کا موقع تھا۔ غور کیجیے فتح مکہ کے موقع پر جو بات فرمائی گئی، وہ کیا تھی؟ "جب اللہ کی مدد آجائے اور فتح نصیب ہو جائے اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) تم دیکھ لو کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو اور اس سے مغفرت کی دعا مانگو، بے شک وہ توبہ قبول فرمانے والا ہے" (النصر ۱۱۰:۱-۳)۔ غور کیجیے ۲۳ سال کی قلیل مدت میں ایک ایسی قوم کو جو باہمی منافرت، قبیلہ پرستی، اخلاقی پستی، تہذیبی و تمدنی انحطاط، معاشرتی، سیاسی اور معاشی مسائل کا شکار تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تباہی کے گڑھے سے نکال کر اتحاد، اخوت اور خوشحالی و ترقی کے مقام پر پہنچا دیا اور جس مرکزی مقام سے آپؐ کو بے گھر کیا گیا تھا آخر کار آپؐ وہاں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے۔ حق آگیا، باطل چلا گیا، بلاشبہ باطل جانے ہی کے لیے تھا--- لیکن اس کامیابی کو منانے کا جو طریقہ تجویز کیا گیا وہ یہ تھا کہ اپنے رب کی حمد، تسبیح و تہلیل کرو اور ساتھ ہی اپنی نادانستہ و دانستہ بھول پر اللہ سے استغفار طلب کرو۔ قرآن پاک نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہمیں فتح و کامیابی پر خوشی منانے کا جو طریقہ سکھایا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد، عبادات، نوافل و انفاق فی سبیل اللہ کو زیادہ سے زیادہ کیا جائے اور اپنی بھول پر بار بار اللہ سے مغفرت طلب کی جائے۔ اسلام کے بتائے ہوئے طریقے میں اس دھوم دھڑکے کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی جو بہت سے مسلمان اپنے ممالک میں بڑے اہتمام کے ساتھ کرتے ہیں اور جن میں ہم بھی شامل ہیں۔

آپ کے دوسرے سوال کا تعلق خلافت راشدہ یا اس کے بعد کے ادوار میں مسلمان ممالک کے درمیان نقل و حمل کے ضوابط سے ہے۔ اصولاً ایک مسلمان مرد اور عورت کسی بھی مسلمان ملک میں داخل ہونے، سفر کرنے، قیام کرنے اور معاشرتی اور دیگر تعلقات پیدا کرنے کا بنیادی حق رکھتی ہے لیکن اگر باہمی اتفاق سے یہ طے کیا جاتا ہے کہ سفر یا کسی ملک میں داخلے کے لیے کوئی دستاویز ساتھ ہو تو اس میں کسی شرعی اصول کی خلاف ورزی نظر نہیں آتی۔ ہاں سفر کی شرائط ایسی ہونی چاہییں جو سیروا فی الارض کی قرآنی ترغیب و تعلیم پر عمل کرنے میں مزاحم نہ ہوں۔

اقساط پر خریداری

دور جدید کے مسائل کے بارے میں اجتہادی رہنمائی کے لیے بھارت میں اسلامک فقہ اکیڈمی کی طرف سے فقہی سیمی نار کا سلسلہ جاری ہے جس کی رپورٹیں شائع کی جاتی ہیں۔ دسواں فقہی سیمی نار، حج ہاؤس بمبئی میں ۲۴ تا ۲۷ اکتوبر ۹۷ منعقد ہوا، جس میں اوقاف، حج و عمرہ، کلوننگ اور اقساط پر خریداری کے بارے میں فیصلے کیے گئے۔ ہم ماہنامہ **الفرقان** لکھنؤ (جنوری ۹۸) کے حوالے سے **بیع بالتقسیط** کے بارے میں فیصلے پیش کر رہے ہیں۔ (مدیر)

(۱) خرید و فروخت کے معاملے میں ادھار فروخت کی صورت میں بمقابلہ نقد قیمت کے اضافہ جائز و درست ہے اور اس طرح کی خرید و فروخت بھی درست ہے، بشرطیکہ معاملے کو مکمل کرتے وقت بات اس پر ختم کی جائے کہ یہ خرید و فروخت ادھار اتنی قیمت پر اور اتنی مدت کے لیے ہو رہی ہے۔

(۲) ادھار قیمت یکمشت ادا کی جائے یا چند حصوں و قسطوں میں، دونوں صورتیں درست ہیں۔

(۳) اس طرح کی خرید و فروخت کی صحت کے لیے ضروری ہے کہ معاملے کو مکمل کرتے وقت قیمت متعین ہو جائے، ابتداءً خواہ صرف ادھار قیمت کا ذکر کیا جائے یا نقد و ادھار دونوں کا۔

(۴) ادھار خرید و فروخت میں نقد معاملے کے مقابلے میں قیمت کی زیادتی، ربا کے تحت نہیں آتی، جیسے نقد خرید و فروخت میں جو بھی قیمت ہو، وہ مبیع یعنی خرید کردہ سامان کے بالمقابل ہوتی ہے، اسی طرح ادھار خرید و فرخت کے مقابلے میں بھی طے شدہ قیمت خرید کردہ سامان کے بالمقابل ہوتی ہے۔

© rasailojaraid.com